

حاصل نہ ہوتا تو مزید کئی برس شیخ اسامہ بن لادن امریکہ کے ہاتھ نہ آتا۔ پاکستان نے عالمی کونسلین کا حصہ بننے کے بعد جس قسم کا افسوسناک و شرمناک کردار اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ادا کیا ہے، یہ بھی ایک ایسی المناک کہانی ہے جو ہمیشہ آئندہ آنے والی پاکستانی نسلوں کا منہ چڑھاتی رہے گی۔ ہم کرائے کے قاتل بن کر دین کو بیچ کر حیت کو نیلام کر کے اور ایمان و ضمیر کو گروی رکھ کر بھی نہ دنیا کما سکے اور گھربار جلا کر بلکہ سب کچھ تہہ دینے کے باوجود بھی نہ امریکہ کو راضی کر سکے اور نتیجہ کے طور پر آج دنیا میں سب سے خطرناک ملک پاکستان بن گیا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ ڈرون اور خودکش حملے سرزمین پاکستان پر ہوتے ہیں۔ دھرتی کا ایک ایک شہر اور ایک ایک قریہ زخموں سے چور چور ہے۔ ہر طرف آہ و بکا کا عالم ہے۔ دن بدن آگ بھیلی چلی جا رہی ہے، معیشت کی ناوکھل غرق آب ہو گئی ہے۔ توانائی کے شدید بحران کے عفریت بنے اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں کو زندہ درگور کر دیا ہے، حکمرانوں کی غلامانہ پالیسیوں کے نتیجے میں ہم نے جنت نما پاکستان کو جہنم کدہ بنا دیا ہے اور حکمران دس سالوں میں ملک و ملت کو امریکی ڈنڈے سے ہاتکتے وادی تیرہ میں بھٹکتے، سکنے، تڑپنے اور گھٹ گھٹ کر مرنے کیلئے چھوڑ آئے ہیں۔ دنیا میں غلاموں کے بھی آخر کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ یہ کیسی غلامی ہے جس میں ”آقا“ ایک لمحہ کیلئے بھی ہم سے راضی نہیں ہو رہا؟ ہر لمحہ اس کے طعنوں، دھمکیوں اور حملوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لاہور میں ریمنڈ ڈیوس کا قتل عام اور پھر اس کا فاحشاہ انداز میں جانا، ایٹم آہاد کے سانحہ کا پیش آنا اور اس پر صدر وزیراعظم کی امریکہ کو مبارکباد دینا اور اسے عظیم فتح قرار دینا اور پارلیمنٹ کی مشترکہ قرارداد کی دجیاں اڑانا اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ اگر یہی غلامانہ پالیسی اور حکمرانوں کا وطیرہ رہا تو خاک بدہن پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور اس کی بچی بچی سالمیت چند دنوں کا کھیل معلوم ہو رہی ہے۔ ویسے بھی افغانستان کے محاذ امریکہ کیلئے رور بروز ٹھنڈے تابوت فراہم کر رہے ہیں اور امریکہ وحشی خانہ بدوشوں کی طرح اپنا جنگی ساز و سامان نئی منزل پاکستان کو منتقل کرنا چاہتا ہے۔ اب اگر قوم اس سانحہ پر بھی اٹھتی اور انہیں شور قیامت کی آواز سنائی نہیں دیتی تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی پتھر کی مورچوں سے نہ کبھی ربط رہا ہے اور نہ آئندہ کبھی ان سے انس ہو سکتا ہے۔

۔ نہ سمجھو گے قومٹ جاؤ گے اے ”پاکستان“ والو تمہاری داستان تک ہی نہ ہوگی داستانوں میں

وطن کی فکر کر ناداں قیامت آنے والی ہے تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

ان لله لا یغرمایقوم حتی یغیروا بانفسهم

قدیم فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالحق خان کی رحلت

داغ فراق محبت شب کی جلی ہوئی اک شمع مٹی تھی سودہ بھی خوش ہے

برصغیر پاک و ہند © rasailojaraid.com

تاہاں نظر آ رہا ہے۔ اکابرین امت نے اپنے خونِ جگر سے جو چراغِ حق روشن کئے تھے اور اپنے علمی و روحانی فیض سے جن تلامذہ کی تربیت فرمائی تھی انہی کی ضیاءِ پاشیوں اور زُشد و ہدایت کی کرنوں نے صفحہ دہر کی ظلمتوں کو علم و عمل سے منور کر رکھا ہے۔ انفس و صد انفس گزشتہ دنوں بزمِ دارالعلوم دیوبند کا ایک ایسا ہی قدیم مگر روشن چراغ ہم سے ہمیشہ کیلئے باوقار کے باعث بجھ کر پھڑ گیا ہے جس کی تلاش میں اب اگر تھیلی پہ چاند سورج رکھ کر بھی ڈھونڈا جائے تو تب بھی ان کا ملنا محال ہے۔

حضرت مولانا عبدالحق دہلوی دارالعلوم کے اولین اکابرین کے فیض یافتہ اور اجلہ مشائخ کی محبت یافتہ زندہ جاوید تصویر اور تاریخی شخصیت تھے۔ فی زمانہ ہماری ناقص معلومات کے مطابق آپ سب سے قدیم ترین اجلہ فضلاء دیوبند میں سے تھے۔ آپ کی دارالعلوم دیوبند سے سن فراغت ۱۹۳۲ء کی ہے اور فراغت کے وقت آپ کی عمر صرف بیس برس تھی۔ قمری لحاظ سے آپ کی عمر تقریباً ۱۰۷ برس تھی۔ حضرت دادا جان مولانا عبدالحق کی جدائی کے بعد خاندانِ حقانی کے آپ ہی سب سے بزرگ، محترم اور مشفق سربراہ تھے۔ آپ کی بکلی یادداشت اور قابلِ رشک صحت دنیا کے سامنے ایک مثال تھی۔ وفات پانے سے صرف پانچ ماہ قبل پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی، بس صرف یہی ایک بیماری پہلی اور آخری ہار انہیں لاحق ہوئی اور ملا خرمی جرمِ ضعیفی کی جزا ٹھہری اور گزشتہ ماہ بروز جمعرات ۵ مئی ۲۰۱۱ء رات دس بجے کو علم و عمل اور صدق و صفا کا یہ پیکر و مسافر اپنے مشائخ و اساتذہ اور دیرینہ دوستوں کے اس بہشتی قافلے میں شامل ہو گیا جسکی منزل سدرۃ النتیجی اور جنت المادویٰ ہی ہے۔

آپ عاجزی اور انکساری، اخلاقِ حسنہ، عبادت گزاری، شبِ زندہ دار تھے۔ ذوقِ مطالعہ عمر بھر رہا، درس و تدریس کا مشغلہ بھی برسوں رہا۔ علاقہ بھر میں لوگوں کی غمی و خوشی کے موقع پر حاضر رہتے، چھوٹوں کیساتھ بڑا مشفقانہ رویہ رکھتے تھے، صفائی و نفاست بھی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، اللہ تعالیٰ نے باطنی کمالات کیساتھ ساتھ لبا قد اور خوبصورت وجہِ جسم و چہرہ بھی عطا کیا تھا۔ جس مجلس میں بھی تشریف لے جاتے تھے وہیں خود بخود آپ کی طرف اٹھ جاتیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے ختم بخاری و دیگر اہم اجتماعات کے موقع پر آپ ضرور تشریف لاتے۔ اور طلباء کو اجازتِ حدیث اور قیمتی نصائح سے نوازتے۔ کراچی کے جامعہ احسن العلوم کے مہتمم اور نامور عالم دین حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب، استاد حدیث مولانا سعید اللہ شاہ صاحب اور ہمارے دوست و بھائی مولانا مفتی عطاء اللہ حقانی مرتب ”فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ“ آپ کے خصوصی و نامور تلامذہ میں سے ہیں۔ انکے پوتے مولانا نقیب احمد انکے علمی جانشین ہیں۔ انہوں نے اور ڈاکٹر مجیب الرحمن و خلیق صاحب نے ہمیشہ خدمت کی سعادت حاصل کی۔ راقم کی تجویز اور تحریک پر آپ کی تدفین دارالعلوم کے ”حقانی قبرستان“ میں اپنے دیرینہ دوست شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے پہلو میں ہوئی اور یوں پون صدی قبل جو دوستی کا سفر دارالعلوم دیوبند کی مقدس فضاؤں سے شروع ہوا تھا وہ مرنے کے بعد بھی ختم نہ ہوا۔